CBSE Sample Question Paper - Marking Scheme

XII - Urdu (Elective) 2018-2019

1۔ جواب: [10]

(i) شاہ صاحب کو مچھر کی زندگی اس لیے پسند ہے کہ وہ رات کو خدا کو یاد کرتا ہے اور اس کی تسبیح وتقدیس کے ترانے گایا کرتا ہے۔ (2)

(ii) انسان مچھر کی نصیحت کی پرواہ نہیں کرتا ہے تو وہ غصے میں آجاتا ہے اور اس کے چہرے اور ہاتھ پاؤں پر ڈنک مارتا ہے۔ (2)

(iii) مچھر کو انسان پر غصہ اس لیے آتا ہے کہ وہ غفلت میں سوتا رہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے مالک کے دیے ہوئے سہانے وقت کی قدر کرے اور حمد وشکر کے گیت گائے۔ (2)

(iv) یہ اقتباس سبق ''مچھر'' سے لیا گیا ہے جس کے مصنف خواجہ حسن نظامی ہیں۔ (2)

(v) خلوت خانہ۔ تنہائی کی جگہ

حمد وشکر کے گیت گانا۔ خدا کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرنا (2)

(یا)

(i) خوجی کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دنیادار آدمی کا تدبّر ہے۔ (2)

(ii) اپنی ہستی منوانے کے لئے خوجی سنجیدگی کی دنیا سے نکل کر ہم سے سنجیدہ تنقید کے سارے حربے چھین لیتا ہے۔ لاابالی پن کے باوجود اس میں تسلسل ہے۔ (2)

(iii) اپنی نفسی کجروی کی وجہ سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مذاق اڑایا جارہا ہے، اگر کوئی عورت اس کا قد اور چہرہ دیکھ کر ہنستی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کی تیز نگاہ سے گھائل ہوگئی ہے۔ (2)

(iv) خوجی کی افیون کی دنیا اس کے چند زبان زد فقرے، قرولی کی ہر قدم پر یاد، آزاد سے محبت، پانی سے خوف اور غلطیوں سے بے خبر ہونا، اپنے کو خوبصورت سمجھنا، غصہ، یہ سب باتیں اور دسری باتیں ہندوستان اور ہندوستان کے باہر اس کے ہر عمل اور فعل سے ظاہر ہوتی ہیں۔ (2)

(v) درج بالا اقتباس سبق ''خوجی۔ ایک مطالعہ'' سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام احتشام حسین ہے۔ (2)

2۔ جواب: [5]

(i) غالب نے اردو مکتوب نگاری کو ایک نیا راستہ دکھایا۔ بقول حالی 'مرزا کی اردو خطابت کا طریقہ فی الواقع سب سے نرالا ہے۔ نہ مرزا سے پہلے کسی نے خط وکتابت میں اختیار کیا نہ اس کے بعد کسی سے اس کی پوری تقلید ہوسکی۔''

غالب نے مکالمے کو مراسلہ بنادیا۔ ان کے خطوط میں ان کی اپنی زندگی اور زمانے کے بہت دلچسپ نقشے سمٹ آئے ہیں۔ خاص طور پر 1857ء کے آس پاس کا ماحول غالب کے خطوط میں جس تفصیل کے ساتھ رونما ہوا ہے اس کے پیش نظر یہ خطوط ایک تاریخی مواد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غالب نے جو اسلوب اختیار کیا تھا اس کی نقل کسی سے بھی ممکن نہ ہوسکی۔ واقعہ نگاری، منظر گاری اور جذبات نگاری کی غیر معمولی مثالیں ان کے خطوط میں بھری ہوئی ہیں۔ اسی کے ساتھ طنز ومزاح کا

عنصر بھی ان کے خطوط کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ (5)

(ii) کنہیالال کپور کا خاص میدان طنز ومزاح ہے۔ پیروڈی میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ کنہیالال کپور سماجی ناہمواریوں کی بہت جاندار تصویر پیش کرتے ہیں جن میں ایک احتجاجی پہلو بھی ہوتا ہے۔ جرأت اور بے باکی ان کے مزاح کی خاص پہچان ہے۔ ان کے اسلوب بیان میں سادگی اور بانکپن ہے۔ سماجی اصلاح ان کے مزاح کا مقصد ہے، انداز بیان دلکش ہے جو یکسانیت کا شکار نہیں ہوتا۔ (5)

3۔ جواب: [10]

(i) افسانہ 'فوٹوگرافر' میں زندگی کی اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ پائیدار یا ہمیشہ رہنے والی یہ زندگی فنا ہونے والی ہے، زندگی کتنی ہی شاندار اور رنگارنگ ہو، ہر دم فنا کا سایہ منڈلاتا رہتا ہے۔ موت برحق ہے اور زندگی میں عروج و زوال کا سلسلہ لگاتار رہتا ہے۔ (5)

(ii) سائنس دانوں نے ایک ایسی دوا ایجاد کی، جس نے لوگوں کی راتوں کی نیند چھین لی، گلوکوز کے نام پر لوگوں کو اس دوا کا انجکشن لگایا جاتا تاکہ وہ لوگ رات کو سو نہ سکیں اور صبح کو انھیں اپنے تکیوں کے نیچے سے دو لاکھ روپے نہ مل سکیں۔ (5)

(iii) جنگ آزادی کی تاریخ میں جلیانوالہ باغ کی اہمیت یہ ہے کہ اسی باغ کے ایک جلسے میں جنرل ڈائر کے حکم سے بے شمار محبِّ وطن ہندوستانیوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا تھا، جس نے جنگ آزادی کی آگ کے شعلوں کو اور زیادہ بھڑکا دیا تھا۔ (5)

(iv) لاہور پہنچ کر ڈاکٹر آغا سہیل، طاہر تونسوی، انصار عبدالعلی، طاہر رضا زیدی، راحت سعید، محمد حسن عسکری، محمد علی صدیقی اور احمد ندیم قاسمی سے رام لعل ملے۔ (5)

4۔ جواب: [10]

(i) زمان و مکان بکھرنے کا مطلب ہے منزل کا گم ہوجانا یا منزل کا سراغ نہ ملنا۔ (2)

(ii) ''یادوں کے بجھے ہوئے سویرے'' سے مراد ماضی کی بھولی بسری یادیں ہے۔ (2)

(iii) اول شب بزم کی رونق ایسی تھی کہ شمع بھی تھی اور اس پر اپنی جان نچھاور کرنے والے پروانے بھی تھے مگر صبح ہوتے ہوتے شمع بھی ختم ہوگئی اور اس پر جان دینے والے پروانے بھی ختم ہوگئے۔ (2)

(iv) افسردہ ستاروں میں نالۂ صبح کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عاشق شب ہجر میں آہ وفغاں میں مصروف ہے جس کی وجہ سے آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں پر افسردگی چھائی ہوئی ہے۔ (2)

(v) اپنے کلام کی لذت کے بارے میں شاعر خود سے پوچھنا چاہتا ہے (یہ تعلّی کا شعر ہے اس میں شاعر یعنی حالی خود کو جادو بیان کہہ کر اپنی تعریف کررہے ہیں۔) (2)

(یا)

(i) آدمی ایک دوسرے سے وابستہ ہے کیونکہ ایک دوسرے کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ (2)

(ii) اس کائنات میں انسان کی حیثیت مرکزی ہے وہ آزادی حاصل کرتا ہے اور زندگی میں مسرت وشادمانی لاتا ہے (2)

(iii) اس کا مطلب ہے کہ انسان کائنات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ (2)

(iv) آدمی آدمی سے ڈرتا ہے اور اپنی زندگی میں ہونے والے خدشات سے ڈرتا ہے۔ (2)

(v) درج بالا شعری حصہ نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' سے لیا گیا ہے اور اس کے شاعر کا نام ن۔م۔راشد ہے۔ (2)

5۔ جواب: [5]

(i) ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' اقبال کی یہ نظم ان کے دوسرے مجموعہ کلام ''بالِ جبریل'' سے ماخوذ ہے۔ اقبال نے اس نظم میں حضرت آدم کے دنیا میں بھیجنے پر روح ارض کس طرح ان کا استقبال کرتی ہے اور کائنات کی ہر شئے سے حضرت آدم کو واقف کراتی ہے کیونکہ آدم جنت سے دنیا میں پہنچے تھے اور یہ دنیا ان کے لیے ایک اجنبی جگہ تھی، تو روح ارضی دنیا میں ان کے لیے راہ نما ثابت ہوتی ہے اور بتاتا ہے کہ کائنات کی ہر شئے صرف تمہارے (آدم) کے لیے تخلیق کی گئی ہے۔ یہ سب تمہاری محکوم ہیں، ان سے فائدہ حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔
اس نظم کے ذریعے اقبال انسان کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو اسے اپنا منصب سمجھنا چاہئے اور خدا نے اسے جس مقصد کے لیے بھیجا ہے اسے پورا کرنا چاہئے اور اپنے فعل وعمل سے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ واقعی اشرف المخلوقات ہے۔ (5)

(ii) طویل نظم دراصل نظم کی ایک خاص قسم ہے جس کا رواج پہلی جنگ عظیم کے بعد ہوا۔ پہلی مشہور ترین طویل نظم انگریزی کے ممتاز شاعر ٹی ایس ایلیٹ کی دی ویسٹ لینڈ (The waste land) ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ طویل نظم ایک طرح کا تحقیقی مقالہ ہوتا ہے۔ اتنی وسعت اور طوالت کے باعث طویل نظم میں یہ گنجائش رہتی ہے کہ شعری تجربہ کا اظہار تسلسل کے ساتھ اور مربوط طریقے سے کیا جاتا ہے۔ (5)

6۔ جواب: [10]

(i) ناصر کاظمی 1925ء میں انبالہ میں پیدا ہوئے اور ملک کی آزادی کے بعد جب لاہور میں جا کر بسے، اس وقت وہ تقریباً سترہ سال کے تھے۔ 29 سال کی عمر میں ان کی شاعری کا پہلا مجموعہ ''برگِ نے'' 1954 کو شائع ہوا، پھر 1957 میں ان کا دوسرا مجموعہ ''دیوان'' کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے ان دونوں مجموعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میر تقی میر سے زیادہ متاثر ہیں۔ میر نے اپنی ذاتی زندگی اور اپنے عہد کے درد کو اپنی شاعری میں پیش کیا اور ناصر کاظمی نے اپنے ذاتی درد و کرب کو شاعری میں سمویا۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی شاعری میں دبے دبے درد اور جدید طرز احساس ہے۔ ناصر کاظمی بھی عام طور پر میر کی طرح چھوٹی مترنم بحروں میں نئی علامتوں اور نئے آہنگ کے ساتھ اچھی بات کہتے ہیں، میر لکھنو پہنچ کر دلی کو یاد کرتے ہیں اور ناصر کو لاہور میں انبالہ یاد آتا ہے۔ (5)

(ii) گل رنگ دریچوں سے مراد ہے رِستے ہوئے زخم جو سرخ یا گلابی ہوتے ہیں جن سے خون ٹپکتا رہتا ہے۔ چونکہ زخموں کا منہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور دریچے (کھڑکی) کے دروازے بھی کھلے ہوتے ہیں اس لیے زخموں کے رنگ اور ان کا منہ

کھلا ہونے کے باعث گل رنگ دریچہ کہا گیا ہے۔ (5)

(iii) انسان اپنی لغزشوں اور غلطیوں ہی سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور سیکھنے ہی سے اسے جو تجربہ ہوتا ہے اس سے اس کے علم اور دانائی میں اضافہ ہوتا ہے جس کی روشنی میں وہ آگے بڑھتا ہے۔ (5)

(iv) کمیونسٹ پارٹی کے جھنڈے کا رنگ سرخ ہے اور سرخ رنگ جوش، خوشی اور فتح کی علامت مانا جاتا ہے۔ (5)

7۔ جواب: [4]

(i) پریم چند ایسے ناول نگار ہیں جنھوں نے خواب و خیال کی دنیا سے نکل کر زندگی کی سچائیوں اور حقیقتوں کو اپنے ناولوں میں پیش کیا ہے۔ خاص طور پر دیہاتی زندگی کو پریم چند نے اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ ان کے ناولوں کا ماحول حقیقی ہوتا ہے، خیالی یا رومانی نہیں۔ پریم چند نے اپنے ناولوں میں کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور سماج کے نچلے طبقے کے لوگوں کے دکھ درد، احساسات اور جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ ان کی توجہ کا مرکز مشرقی اتر پردیش کے دیہات تھے۔ انھوں نے برطانوی سامراج کے مظالم، عورتوں اور دلتوں کے خلاف امتیازی سلوک کو اپنا خاص موضوع بنایا۔ پریم چند کی زبان بہت آسان ہے، اس میں تصنع اور بناوٹ نہیں۔ موضوع کے اعتبار سے پریم چند کے ناول ہمارے ادب کا اہم ذخیرہ ہیں۔ (4)

(ii) چیرویا کوف ایک معمولی کلرک تھا۔ ایک مرتبہ وہ تھیٹر میں ایک کھیل دیکھنے گیا اور اسے اچانک چھینک آ گئی جس کی غلاظت اگلی قطار میں بیٹھے ہوئے کسی دوسرے محکمے کے آفیسر جنرل بریژالوف کے سر پر گر گئی۔ چیرویا کوف اپنے اس عمل سے بہت شرمندہ ہوا اور اس نے کھیل کے دوران ہی اس آفیسر نے معافی مانگ لی۔ افسر نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس طرح چیرویا کوف نے بار بار جنرل بریژالوف سے معافی مانگی لیکن اس نے معاف نہیں کیا بلکہ حقارت سے پیش آیا۔

چیرویا کوف کو اتنا شرمندگی کا احساس ہوا کہ وہ اپنی سرکاری وردی پہنے پہنے صوفے پر لیٹ گیا اور مر گیا۔

8۔ جواب: [6]

(i) موٹر کو دیکھ کر مصنف کو زمانے کی ناسازگاری کا خیال ستانے لگتا ہے اور مصنف کوئی ایسی ترکیب سوچنے لگتا ہے جس سے دنیا کی تمام دولت سب انسانوں میں برابر تقسیم کی جا سکے۔ (3)

(ii) آغا حشر کاشمیری نے معاصر ڈراما نگاروں کے مقابلے میں اپنے ڈراموں میں بہت سی تبدیلیاں کیں۔ یہی تبدیلیاں ان کی ڈراما نگاری کی خصوصیات ہیں۔ مثلاً:

(الف) آغا حشر سے پہلے ڈراموں میں گانے بڑی تعداد میں ہوتے تھے لیکن آغا حشر نے گانوں کی تعداد کو کم کیا۔

(ب) آغا حشر سے پہلے ڈراموں کی زبان مقفیٰ اور قدرے مصنوعی بھی ہوتی تھی، اس کا عام بول چال سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔

(ج) آغا حشر کے ڈراموں میں کشمکش زیادہ نظر آتی ہے، ان کے پلاٹ عام طور پر سادہ ہوتے ہیں، لیکن کرداروں کے کشمکش کے باعث ان میں ایک ڈرامائی عمل پیدا ہوتا ہے اور پلاٹ پر حاوی ہو جاتا ہے۔

(د) آغا حشر کے ڈراموں کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے ڈرامے تفریح کے ساتھ ساتھ عوام کو بیدار کرنے میں بھی زبردست رول ادا کیا۔ سماج کے ہر طبقے کے لوگ ان کے ڈراموں میں دلچسپی لینے لگے۔ (3)

(iii) افسانے کا عنوان ''جنم دن'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس افسانے میں ایک مفلس انسان کے جنم دن کو پیش کیا گیا ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اس کا یہ پورا دن کیسے گزرا۔ اس نے عہد کیا تھا کہ اس دن وہ کوئی غلط کام نہیں کرے گا، مگر بھوک سے مجبور ہو کر اسے کھانا چُرا کر کھانا پڑا۔ چند دن کی اس مؤثر روداد کے لیے جنم دن سے مناسب نام کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ (3)

(iv) ڈراما ''یہودی کی لڑکی'' میں کم و بیش نو کردار ہیں۔ ان میں مارکس جو رومن شہزادہ ہے، بروٹس ایک مذہبی رہنما اور کٹّر انسان ہے۔ عزرا ایک بوڑھا یہودی جو اپنے تدبّر سے بروٹس جیسے مذہبی رہنما کو حقیقت کو آئینہ دکھاتا ہے۔ رومن بادشاہ کیشش، حِنا اور آکٹیوبا اہم کردار ہیں۔ (3)

9۔ جواب: [20]

(i) دبستانِ لکھنو کی شاعری کی خصوصیات: (10)

(a) لکھنو کے سیاسی سماجی حالات کا پس منظر (3)

(b) دبستانِ لکھنو کا آغاز (2)

(c) دبستانِ لکھنو کی خصوصیات (3)

(d) اہم شعراء کے نام (2)

(ii) فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات (10)

(a) فورٹ ولیم کالج کا قیام اور اس کو قائم کرنے کے مقاصد (3)

(b) فورٹ ولیم کالج کے اہم مصنفین اور ان کی ادبی خدمات (2)

(c) فورٹ ولیم کالج میں ترجمہ کی گئی کتابوں کی زبان و اسلوب (3)

(d) فورٹ ولیم کالج کی سرپرستی میں اردو نثر کی تاریخ میں مقبولیت (2)

(iii) اردو زبان کا آغاز و ارتقا (10)

(a) اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے متعلق خیالات و نظریات (3)

(b) اردو زبان کے ارتقا میں اداروں کی اہمیت (خانقاہ، دربار، بازار) (2)

(c) اردو زبان کے مراکز (دکن، دہلی، لکھنو) (3)

(d) اردو کے اہم ادیب اور شاعر (2)

(iv) ترقی پسند تحریک کے اغراض و مقاصد (10)

(a) ترقی پسند تحریک کی ابتدا (3)

(b) ترقی پسند تحریک کے مقاصد (2)

(c) ترقی پسند تحریک کے محرکات (3)

(d) اردو ادب پر ترقی پسند تحریک کے اثرات (2)

10۔ جواب: [15]

(i) غالب نے اردو شاعری میں نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ ان کی غزلوں میں فکر کا پہلو نمایاں ہے۔ انھوں نے فلسفہ، تصوف، نفسیاتی حقائق اور نظریات جیسے باریک موضوعات کو اپنی غزلوں میں بخوبی استعمال کیا ہے، ان کی شاعری میں شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے۔ نئی نئی تشبیہ اور استعارات غالب کی غزلوں کا وصف ہے۔ غالب کے اسلوب بیان میں جدت پائی جاتی ہے۔ (5)

(ii) سجاد حیدر یلدرم کی نثر کا مزاج رومانی ہے۔ ان کے تراجم ہوں یا طبع زاد افسانے، ڈرامے ہوں یا مضامین، انھوں نے اپنے احساسات شاعرانہ انداز میں پیش کیے ہیں۔ ان کی نگاہیں ہر شئے میں حسن تلاش کرتی تھیں۔ یلدرم کی تحریروں کی بنیادی خصوصیت انداز بیان کی لطافت ہے۔ ان کی نثر میں تازگی، شادابی اور رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔ یلدرم کی تخیلی دنیا بیسویں صدی کے مغربی تہذیب یافتہ ذہن کی دنیا ہے۔ وہ جدید روایات کو لے آئے، رومانیت اور ادب لطیف کو اردو نثر میں ایک مستقل حیثیت دی۔ (5)

(iii) حالی نے نظم نگاری کو نیا رنگ عطا کیا۔ انھوں نے اردو شاعری کی خوبیوں اور کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور وقت کے تقاضوں کے مطابق موضوعات کو بدلا۔ حالی نے اخلاق انسانی تہذیب جیسے عنوانات کو اپنایا۔ پند و نصیحت کو نظم میں جگہ دی۔ بازاری حالات سے پاک کیا۔ ان کی زبان پاکیزہ اور سادہ ہے۔ ان کی نظموں میں تخیل سے زیادہ عقل کی قوتیں کارفرما ہیں۔ ان کی نظموں کا اہم پہلو قومی رنگ ہے۔ (5)

(iv) سرسید احمد خاں نے غازی پور میں 1836ء کو سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ مختلف مغربی علوم وفنون کی کتابیں اردو میں ترجمہ کی جائیں تاکہ جدید علوم وفنون سے واقفیت عام ہو سکے۔ اس سلسلے میں پندرہ کتابوں کے اردو ترجمے سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' کے نام سے سوسائٹی نے ایک اخبار بھی جاری کیا۔ پہلے ہفت روزہ تھا بعد میں سہ روزہ ہو گیا 1880ء کے بعد جب سرسید کالج کے کاموں میں زیادہ مصروف ہو گئے تو سوسائٹی کی سرگرمیاں رفتہ رفتہ کم ہوتی گئیں۔ علی گڑھ تحریک کے سلسلے میں اس سوسائٹی کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ (5)

11۔ جواب: [5]

(i) (b) قصیدہ (1)

(ii) (a) نرمل ورما (1)

(iii) (c) مختصر افسانہ (1)

(iv) (c) خواجہ حسن نظامی (1)

(v) (b) طویل نظم (1)

............☆☆☆............